

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟ ایک مطالعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

دارالعلوم کراچی

حال ہی میں ”تحفظ خواتین“ کے نام سے قومی اسمبلی میں جو بل منظور کرایا گیا ہے، اس کے قانونی مضمرات سے تو وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو قانونی باریکیوں کی فہم رکھتے ہوں، لیکن عوام کے سامنے اس کی جو تصویر پیش کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس نے خواتین پر جو بے پناہ مظالم توڑ رکھے تھے، اس بل نے ان کا مدد کیا ہے، اور اس سے نہ جانے کتنی ستم رسیدہ خواتین کو کسکھ چین نصیب ہوگا۔ یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ اس بل میں کوئی بات قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

آئیے ذرا سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ یہ دیکھیں کہ اس بل کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟ وہ کس حد تک ان دعوؤں کے ساتھ مطابق رکھتی ہیں، پورے بل کا جائزہ لیا جائے تو اس بل کی جوہری Substantive باتیں صرف دو ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر کی جو سزا قرآن و سنت نے مقرر فرمائی ہے، اور جسے اصطلاح میں ”حد“ کہتے ہیں، اسے اس بل میں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے، اس کی رو سے زنا بالجبر کے کسی مجرم کو کسی بھی حالت میں وہ شرعی سزا نہیں دی جاسکتی، بلکہ اسے ہر حالت میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں جس جرم کو زنا موجب تعزیر کہا گیا تھا، اسے اب ”فحاشی“ Lewdness کا نام دے کر اس کی سزا کم کر دی گئی ہے، اور اس کے ثبوت کو مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔

اب ان دونوں جوہری باتوں پر ایک ایک کر کے غور کرتے ہیں:

زنا بالجبر کی شرعی سزا (حد) کو بالکل ختم کر دینا واضح طور پر قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن کہا جا رہا ہے کہ قرآن و سنت نے زنا کی جو حد مقرر کی ہے، وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی ہے جب زنا کا ارتکاب دوسرے عورت نے باہمی رضامندی سے کیا ہو، لیکن جہاں کسی مجرم نے کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کیا ہو، اس پر قرآن و سنت نے کوئی حد عائد نہیں کی۔ آئیے پہلے یہ دیکھیں کہ یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟

(۱) قرآن کریم نے سورہ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے:

﴿الزانية والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة﴾ جو عورت زنا کرے، اور جو مرد زنا

کرے، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ (النور: ۲)

اس آیت میں ”زنا“ کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے، اس میں رضامندی سے کیا ہوا زنا بھی داخل ہے اور زبردستی کیا ہوا زنا بھی۔ بلکہ یہ عقل عام Common Sense کی بات ہے کہ زنا بالجبر کا جرم رضامندی سے کئے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے، لہذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہو رہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا۔

اگرچہ اس آیت میں ”زنا کرنے والی عورت“ کا بھی ذکر ہے، لیکن خود سورہ نور ہی میں آگے چل کر ان خواتین کو سزا سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، جن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو، چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ

يَكْرِهْنَ فَاِنْ لِّلّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشش والا، بہت مہربان ہے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو، اسے سزا نہیں دی جاسکتی، البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے، اس کے بارے میں زنا کی وہ حد جو سورہ نور کی آیت نمبر ۴ میں بیان کی گئی ہے، پوری طرح نافذ رہے گی۔

(۲) سو کوڑوں کی مذکورہ بالا سزا غیر شادی شدہ اشخاص کے لئے ہے، سنت متواترہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر مجرم شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے سنگساری کی یہ حد جس طرح رضامندی سے کئے ہوئے زنا پر جاری فرمائی، اسی طرح زنا بالجبر کے مرتکب پر بھی جاری فرمائی۔

”چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلی، راستے میں ایک شخص نے اس سے زبردستی زنا کا ارتکاب کیا، اس عورت نے شور مچایا تو وہ بھاگ گیا، بعد میں اس شخص نے اعتراف کر لیا کہ اسی نے عورت کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر حد جاری فرمائی، اور عورت پر حد جاری نہیں کی۔“

امام ترمذی نے یہ حدیث اپنی جامع میں دو سندوں سے روایت کی ہے، اور دوسری سند کو قابل اعتبار قرار دیا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب ۲۲، حدیث ۱۳۵۳، ۱۳۵۴)

(۳) ”صحیح بخاری“ میں روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک باندی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد پر حد جاری فرمائی، اور عورت کو سزا نہیں دی، کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی۔“ (صحیح بخاری، کتاب الاکراه، باب ۶)

لہذا قرآن کریم، سنت نبوی علی صاحبہا السلام اور خلفاء راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبہ کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضامندی کی صورت میں لازم ہے، اسی طرح

ہے، اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن و سنت نے زنا کی جود (شرعی سزا) مقرر کی ہے، وہ صرف رضا مندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے، جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈی نینس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آ رہے ہیں، پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر پر چار گواہ پیش کرے، اور جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتی تو الٹا اسی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جو عرصہ دراز سے بے تکان دہرائی جا رہی ہے، اور اس شدت کے ساتھ دہرائی جا رہی ہے کہ اچھے خاصے بڑھے لکھے لوگ اسے سچ سمجھنے لگے ہیں، اور یہی وہ بات ہے جسے صدر مملکت نے بھی اپنی نشری تقریر میں اس بل کی واحد وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔

جب کوئی بات پروپیگنڈے کے زور پر گلی گلی اتنی مشہور کر دی جائے کہ وہ بچہ بچہ کی زبان پر ہو تو اس کے خلاف کوئی بات کہنے والا عام نظروں میں دیوانہ معلوم ہوتا ہے، لیکن جو حضرات انصاف کے ساتھ مسائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دسوزی کے ساتھ دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہ کرم پروپیگنڈے سے ہٹ کر میری آئندہ محرومات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ میں خود پہلے وفاقی شریعت عدالت کے جج کی حیثیت سے اور پھر سترہ سال تک سپریم کورٹ کی شریعت ایپلٹ بنج کے رکن کی حیثیت سے حدود آرڈی نینس کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی براہ ست سماعت کرتا رہا ہوں۔ اتنے طویل عرصے میں میرے علم میں کوئی ایک مقدمہ ایسا نہیں آیا جس میں زنا بالجبر کی کسی مظلومہ کو اس بنا پر سزا دی گئی ہو کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکی، اور حدود آرڈی نینس کے تحت ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت چار گواہوں یا ملزم کے اقرار کی شرط صرف زنا بالجبر موجب حد کے لئے تھی، لیکن اسی کے ساتھ دفعہ ۱۰ (۳) زنا بالجبر موجب تعزیر کے لئے رکھی گئی تھی جس میں چار گواہوں کی شرط نہیں تھی، بلکہ اس میں جرم کا ثبوت کسی ایک گواہ، طبی معائنے اور کیسادی تجزیہ کار کی رپورٹ سے بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ زنا بالجبر کے بیشتر مجرم اسی دفعہ کے تحت ہمیشہ سزا یاب ہوتے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو مظلومہ چار گواہ نہیں لاسکی، اگر اسے کبھی سزا دی گئی ہو، تو حدود آرڈی نینس کی کون سی دفعہ کے تحت دی گئی ہوگی؟ اگر یہ کہا جائے کہ اسے قذف (یعنی زنا کی جھوٹی تہمت لگانے) پر سزا دی گئی تو قذف آرڈی نینس کی دفعہ ۳، استثناء نمبر ۲ میں صاف صاف یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ جو شخص قانونی اتھارٹیز کے پاس زنا بالجبر کی شکایت لے کر جائے اسے صرف اس بناء پر قذف میں سزا نہیں دی جاسکتی کہ وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکا/کر سکی۔ کوئی عدالت ہوش و حواس میں رہتے ہوئے ایسی عورت کو سزا دے ہی نہیں سکتی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اسی عورت کو

رضامندی سے زنا کرنے کی سزا دی جائے، لیکن اگر کسی عدالت نے ایسا کیا ہو تو اس کی یہ وجہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خاتون چار گواہ نہیں لاسکی، بلکہ واحد ممکن وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدالت شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ عورت کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد پر یہ الزام عائد کرے کہ اس نے زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا ہے، اور بعد میں شہادتوں سے ثابت ہو کہ اس کا جبر کا دعویٰ جھوٹا ہے، اور وہ رضامندی کے ساتھ اس عمل میں شریک ہوئی تو اسے سزایاب کرنا انصاف کے کسی تقاضے کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ عورت کو یقینی طور پر جھوٹا قرار دینے کے لئے کافی ثبوت عموماً موجود نہیں ہوتا، اس لئے ایسی مثالیں بھی اکا دکا ہیں، ورنہ ۹۹ فیصد مقدمات میں یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ عدالت کو اس بات پر اطمینان نہیں ہوتا کہ مرد کی طرف سے جبر ہوا ہے، لیکن چونکہ عورت کی رضامندی کا کافی ثبوت بھی موجود نہیں ہوتا، اس لئے ایسی صورت میں بھی عورت کو شک کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حدود آرڈی ننس کے تحت پچھلے ۲۷ سال میں جو مقدمات ہوئے ہیں، ان کا جائزہ لے کر اس بات کی تصدیق آسانی سے کی جاسکتی ہے، میرے علاوہ جن منج صاحبان نے یہ مقدمات سنے ہیں ان سب کا تاثر بھی میں نے ہمیشہ یہی پایا کہ اس قسم کے مقدمات میں جہاں عورت کا کردار مشکوک ہو، تب بھی عورتوں کو سزا نہیں ہوتی، صرف مرد کو سزا ہوتی ہے۔

چونکہ حدود آرڈی ننس کے نفاذ کے وقت ہی سے یہ شور بکثرت مچتا رہا ہے کہ اس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزا ہو رہی ہے، اس لئے ایک امریکی اسکالر چارلس کینیڈی یہ شور سن کر ان مقدمات کا سروے کرنے کے لئے پاکستان آیا، اس نے حدود آرڈی ننس کے مقدمات کا جائزہ لے کر اعداد و شمار جمع کئے، اور اپنی تحقیق کے نتائج ایک رپورٹ میں پیش کئے جو شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ کے نتائج بھی مذکورہ بالا حقائق کے عین مطابق ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"Women fearing conviction under section 10(2)

frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10(2).... the women is exonerated of any wrong doing due to reasonable doubt's rule".

(Charles Cannedy: the status of women in Pakistan in Islamization of Laws P.74)

”جن عورتوں کو دفعہ ۱۰(۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰(۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آ جاتی ہیں۔

فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی ایسی قرآنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے، اس لئے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰(۲) کے تحت (زنا بالرضا) کی سزا دے دیتا ہے..... اور غور۔ ”شک کے فائدے“ والے قاعدے کی بناء پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔“

یہ ایک غیر جانبدار غیر مسلم اسکالر کا مشاہدہ ہے جسے حدود آرڈی ننس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، اور ان عورتوں سے متعلق ہے، جنہوں نے بظاہر حالات رضامندی سے غلط کاری کا ارتکاب کیا، اور گھر والوں کے دباؤ میں آکر اپنے آشنا کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرایا، ان سے چار گواہوں کا نہیں، قرآنی شہادت (Circumstantial evidence) کا مطالبہ کیا گیا، اور وہ قرآنی شہادت بھی ایسی پیش نہ کر سکیں جس سے جبر کا عنصر ثابت ہو سکے۔ اس کے باوجود سزا صرف مرد کو ہوئی اور شک کے فائدے کی وجہ سے اس صورت میں بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔ لہذا واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈی ننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کی رو سے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت کو چار گواہ پیش نہ کرنے کی بناء پر الزام سزا یاب کیا جاسکے۔

البتہ یہ ممکن ہے اور شاید چند واقعات میں ایسا ہوا بھی ہے کہ مقدمے کے عدالت تک پہنچنے سے پہلے تفتیش کے مرحلے میں پولیس نے قانون کے خلاف کسی عورت کے ساتھ یہ زیادتی کی ہو کہ وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی، لیکن انہوں نے زنا بالرضا میں گرفتار کر لیا۔ لیکن اس زیادتی کا حدود آرڈی ننس کی کسی خامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس قسم کی زیادتیاں ہمارے ملک کی پولیس ہر قانون کی تحفیز میں کرتی رہتی ہے، اس کی وجہ سے قانون کو نہیں بدلا جاتا، ہیر وئن رکھنا قانوناً جرم ہے، مگر پولیس کتنے بے گناہوں کے سر ہیر وئن ڈال کر انہیں تنگ کرتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہیر وئن کی ممانعت کا قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

زنا بالجبر کی مظلوم عورتوں کے ساتھ اگر پولیس نے بعض صورتوں میں ایسی زیادتی کی بھی ہے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلوں کے ذریعے اس کا راستہ بند کیا ہے، اور اگر بالفرض اب بھی ایسا کوئی خطرہ موجود ہو تو ایسا قانون بنایا جاسکتا ہے جس کی رو سے یہ طے کر دیا جائے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کا آخری فیصلہ ہونے تک حدود آرڈی ننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اور جو شخص ایسی مظلومہ کو گرفتار کرے، اسے قرار واقعی سزا دینے کا قانون بھی بنایا جاسکتا ہے، لیکن اس کی بناء پر ”زنا بالجبر“ کی حد شرعی کو ختم کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ لہذا زیر نظر بل میں زنا بالجبر کی حد شرعی کو جس طرح بالکل ختم کر دیا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کے واضح طور پر خلاف ہے، اور اس کا خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

فحاشی: زیر نظر بل کی دوسری اہم بات ان دفعات سے متعلق ہے جو فحاشی کے عنوان سے بل میں شامل کی گئی ہیں۔ حدود آرڈی ننس میں احکام یہ تھے کہ اگر زنا پر شرعی اصول کے مطابق چار گواہ موجود ہوں تو آرڈی ننس کی دفعہ ۵ کے تحت مجرم پر زنا کی حد (شرعی سزا) جاری ہوگی، اور اگر چار گواہ نہ ہوں مگر فی الجملہ جرم ثابت ہو تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اب

اس بل میں حدود آرڈی نینس کے ذریعے اسے ناقابل دست اندازی پولیس قرار دے کر یہ ضروری قرار دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص چار گواہوں کو ساتھ لے کر عدالت میں شکایت درج کرائے۔ پولیس میں اس کی ایف آئی آر (FIR) درج نہیں کی جاسکتی، اور اس طرح زنا قابل حد ثابت کرنے کے طریق کار کو مزید دشوار بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح چار گواہوں کی غیر موجودگی میں زنا کی جو تعزیری سزا حدود آرڈی نینس میں تھی، اس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں:

(۱) حدود آرڈی نینس میں اس جرم کو ”زنا موجب تعزیر“ کہا گیا تھا۔ اب زیر نظر بل میں اس کا نام بدل کر ”فحاشی“ Lewdness کر دیا گیا ہے۔ یہ تبدیلی بالکل درست اور قابل خیر مقدم ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت کی رو سے چار گواہوں کی غیر موجودگی میں کسی کے جرم کو زنا قرار دینا مشکل تھا، البتہ اسے ”زنا“ سے کم تر کوئی نام دینا چاہیے تھا۔ حدود آرڈی نینس میں یہ کمزوری پائی جاتی تھی جسے دور کرنے کی سفارش علماء کمیٹی نے بھی کی تھی۔

(۲) حدود آرڈی نینس میں اس جرم کی سزا دس سال تک ہو سکتی تھی، بل میں اسے گھٹا کر پانچ سال کر دیا گیا ہے، بہر حال! چونکہ یہ تعزیر ہے، اس لئے اس تبدیلی کو بھی قرآن و سنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

(۳) حدود آرڈی نینس کے تحت ”زنا“ ایک قابل دست اندازی پولیس Cognizable جرم تھا۔ زیر نظر بل میں اسے ناقابل دست اندازی پولیس جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس جرم کی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کرائی جاسکتی، بلکہ اس کی شکایت Complaint عدالت میں کرنی ہوگی۔ اور شکایت کے وقت دو یحیی گواہ ساتھ لے جانے ہوں گے، جن کا بیان حلفی عدالت فوراً قلمبند کرے گی، اس کے بعد اگر عدالت کو یہ اندازہ ہو کہ مزید کارروائی کے لئے کافی وجہ موجود ہے تو ملزم کو سمن جاری کرے گی، اور آئندہ کارروائی میں ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لئے ذاتی چمک کے سوا کوئی ضمانت طلب نہیں کرے گی، اور اگر اندازہ ہو کہ کارروائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے تو مقدمہ اسی وقت خارج کر دے گی۔ اس طرح ”فحاشی“ کے جرم کو ثابت کرنا اتنا دشوار بنا دیا گیا ہے کہ اس کے تحت کسی کو سزا ہونا عملاً بہت مشکل ہے۔

اول تو اسلامی احکام کے تحت زنا اور فحاشی کا جرم معاشرے اور اسٹیٹ کے خلاف جرم ہے، محض کسی فرد کے خلاف نہیں، اسلئے اسے قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہیے، بلاشبہ اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس قرار دیتے ہوئے یہ پہلو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں پولیس کا جو کردار رہا ہے، آئیں وہ بے گناہ جوڑوں کو جادو بجا ہر اسان نہ کرے۔ اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے متعدد فیصلے موجود ہیں جن کے بعد یہ خطرہ بڑی حد تک کم ہو گیا تھا، اور ستائیس سال تک یہ جرم قابل دست اندازی پولیس رہا ہے اور اس دوران اس جرم کی بناء پر لوگوں کو ہر اسان کرنے کے واقعات بہت ہی کم ہوئے ہیں لیکن اس خطرے کا مزید سد باب کرنے کے لئے یہ کیا جاسکتا تھا کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے کا کوئی پولیس آفیسر کرے، اور عدالت کے حکم کے بغیر کسی کو

گرفتار نہ کرے۔ ان اقدامات سے یہ رہا سہا خطرہ ختم ہو سکتا تھا۔

دوسرے شکایت کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرنا کہ وہ فوراً حد کی صورت میں چار اور فحاشی کی صورت میں دو یعنی گواہ لے کر آئے، ہمارے فوجداری قانون کے نظام میں بالکل زراعی مثال ہے۔ ہمارے پورے ملک میں حدود کے سوا کسی بھی مقدمے یا جرم کے ثبوت کے لئے گواہوں کی تعداد معتبر نہیں ہے۔ بلکہ کسی چشم دید گواہ کے بغیر صرف قرآنی شہادت Circumstantial Evidence پر بھی فیصلے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ زیر نظر جرم میں طبی معائنے اور کیمیائی تجزیہ کی رپورٹیں شہادت کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں، شرعاً تعزیر کسی ایک قابل اعتماد گواہ پر بھی جاری کی جاسکتی ہے، اور قرآنی شہادت پر بھی۔ لہذا تعزیر کے معاملے میں عین شکایت درج کراتے وقت دو گواہوں کی شرط لگانا فحاشی کے مجرموں کو غیر ضروری تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

اسی طرح ایسے ملزم کے لئے یہ لازم کر دینا کہ اس سے ذاتی مچھلکے کے سوا کوئی اور ضمانت طلب نہیں کی جاسکے گی، عدالت کے ہاتھ باندھنے کے مترادف ہے، مقدمے کے حالات مختلف ہوتے ہیں، اور اسی لئے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت عدالت کو پہلے ہی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حالات مقدمہ کے تحت اگر چاہے تو صرف ذاتی مچھلکے پر ملزم کو رہا کر دے، اور اگر چاہے تو اس سے دوسروں کی ضمانت بھی طلب کرے۔ ہلکے سے ہلکے جرم میں بھی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے، لیکن ”فحاشی“ جیسے جرم پر عدالت سے یہ اختیار سلب کر لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر مقدمے کی کافی وجہ موجود ہو تو عدالت مقدمہ خارج کر دے گی، سو عدالت کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۳ کے تحت پہلے ہی یہ اختیار حاصل ہے، اسے اس بل کا دوبارہ حصہ بنانے کا مقصد غیر واضح ہے۔

(۴) حدود آرڈی نینس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا موجب حد کا الزام ہو، اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت تعزیری سزا دی جاسکتی ہے، لیکن اسے زیر نظر بل کی رو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ ۲۰۳ سی، کا جو اضافہ کیا گیا ہے، اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا موجب حد کے الزام سے بری ہو گیا ہو، اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جاسکتا۔

اب یہ بات ظاہر ہے کہ زنا موجب حد کے لئے جو سخت ترین شرائط ہیں وہ بعض اوقات محض فنی وجوہ سے پوری نہیں ہوتیں، ایسی صورت میں جب کہ مضبوط شہادتوں سے فحاشی کا جرم ثابت ہو تو اس پر نہ صرف یہ کہ زنا کا مقدمہ سننے والی عدالت کوئی سزا جاری نہیں کر سکتی، بلکہ اس کے خلاف فحاشی کی کوئی نئی شکایت بھی درج نہیں کی جاسکتی۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایسے شخص کے خلاف فحاشی کا مقدمہ دائر کرنے پر کبھی پابندی عائد کر دینا فحاشی کو تحفظ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ اسی طرح مجوزہ بل کی دفعہ ۱۲ اے، میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زنا بالجبر (موجب تعزیر یعنی ریپ) کا الزام ہو، تو اس کے مقدمے کو کسی بھی مرحلے پر فحاشی کی شکایت میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو، اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے

تو ملزم بری ہو جائے گا، اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

جس زمانے میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں تھا اس زمانے میں زنا بالجبر کے ملزمان اپنے دفاع میں یہ موقف اختیار کرتے تھے کہ زنا بے شک ہوا ہو، لیکن عورت کی رضامندی سے ہوا ہے، چنانچہ اگر عورت کی رضامندی کا عدالت کو شبہ بھی ہو جاتا تو وہ ملزم کو بری کر دیتی تھی۔ حدود آرڈی نینس میں زنا بالجبر کے ملزم کے لئے اپنے دفاع میں یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہی تھی، کیونکہ عورت کی رضامندی کے باوجود زنا جرم تھا۔ اور جو عدالت زنا بالجبر کے مقدمے کی سماعت کر رہی ہے، وہی اس کو زنا موجب تعزیر کے تحت سزا دے سکتی تھی۔ لیکن اس نئی ترمیم کے بعد تقریباً وہی صورت لوٹ آئی ہے کہ اگر ملزم دھڑلے سے یہ کہے کہ میں نے عورت کی مرضی سے زنا کیا تھا، اور عورت کی مرضی کا کوئی شبہ پیدا کر دے تو کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ وہ عدالت جو اس کا یہ اعتراف سن رہی ہے، وہ تو اس لئے اس کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتی کہ مذکورہ بالا دفعہ نے اس کا یہ اختیار سلب کر لیا ہے کہ وہ زنا بالجبر کے مقدمے کو کسی وقت فحاشی کی شکایت میں تبدیل کرے۔ اور اگر اس کے خلاف از سر نو فحاشی کا مقدمہ دائر کیا جائے تو اس امکان کے بارے میں دفعہ کے الفاظ مجمل ہیں، لیکن اگر کوئی اور وجہ بھی موجود نہ ہو تو دائر نہ کر سکنے کی یہ وجہ بھی کافی ہے کہ اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص دو عینی گواہوں کے ساتھ جا کر عدالت میں استغاثہ (Complaint) دائر کرے، اور یہاں دو عینی گواہ موجود نہیں ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص جرم سے بالکل بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی نئی کارروائی بھی نہیں ہو سکے گی۔

سوال یہ ہے کہ جس فحاشی کو جرم قرار دیا گیا ہے وہ واقعہ کوئی جرم ہے یا نہیں؟ اگر جرم ہے تو اس کو تحفظ دینے اور مجرم کا اس کی سزا سے بچاؤ کرنے کے لئے یہ ادنیٰ سے نرالے قواعد کیوں وضع کئے جا رہے ہیں؟

حدود آرڈی نینس میں کچھ مزید ترمیمات: زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈی نینس میں کچھ اور ترمیمات بھی کی گئی ہیں، مثلاً: (۱) نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو اس کی سزا کو معاف یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ میں کہا گیا تھا کہ ضابطہ فوجداری کے باب ۱۹ میں صوبائی حکومت کو سزا معطل کرنے، اس میں تخفیف کرنے یا تبدیلی کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے، وہ حد کی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوگا۔ زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈی نینس میں ایک اور اہم سنگین تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ حدود آرڈی نینس کی اس دفعہ ۲۰ شق ۵ کو ختم کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عدالت کسی کو حد کی سزا دے دے تو حکومت کو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سزا میں تبدیلی یا تخفیف کر سکے۔

یہ ترمیم قرآن و سنت کے واضح ارشادات کے خلاف ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمِئِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾

جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر بھی اس معاملے

میں ان کا کوئی اختیار باقی رہی۔ (الاحزاب: ۳۶)

اور آنحضرت ﷺ کا وہ واقعہ مشہور و معروف ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک ایسی عورت کے حق میں سفارش کرنے پر جس پر حد کا فیصلہ ہو چکا تھا، اپنے محبوب صحابی اسامہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی، اور فرمایا کہ محمد ﷺ کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ۱۲، حدیث ۶۷۸۸)

اس بناء پر پوری امت کا اجتماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے۔ لہذا اہل کا یہ حصہ بھی صراحۃً قرآن و سنت کے خلاف ہے۔

(۲) حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۳ میں کہا گیا تھا کہ اس آرڈی نینس کے احکام دوسرے قوانین پر بالا رہیں گے، یعنی اگر کسی دوسرے قانون اور حدود آرڈی نینس میں کہیں کوئی تضاد ہو تو حدود آرڈی نینس کے احکام قابل پابندی ہوں گے، زیر نظر بل میں اس دفعہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ وہ دفعہ ہے جس سے نہ صرف بہت سی پیچیدگیاں دور کرنا مقصود تھا، بلکہ ماضی میں بہت سی ستم رسیدہ خواتین کی مظلومیت کا سد باب اسی دفعہ کے ذریعے ہوا تھا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عائلی قوانین کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق اس وقت تک مؤثر نہیں ہوتی جب تک اس کا نوٹس یونین کونسل کے چیئرمین کو نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ شرعی اعتبار سے طلاق کے بعد عدت گزار کر عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے، لیکن عائلی قوانین کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس نہ جائے قانوناً وہ طلاق دینے والے شوہر کی بیوی ہے اور اسے کہیں اور نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اب ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ شوہر نے طلاق کا نوٹس یونین کونسل میں نہیں بھیجا، اور عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر عدت کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اب اس ظالم شوہر نے عورت کے خلاف زنا کا دعویٰ کر دیا، کیونکہ عائلی قوانین کی رو سے وہ ابھی تک اسی کی بیوی تھی۔ جب اس قسم کے بعض مقدمات آئے تو سپریم کورٹ کی شریعت نے حدود آرڈی نینس کی دوسرے امور کے علاوہ اس دفعہ نمبر ۳ کی بنیاد پر ان خواتین کو رہائی دلوائی، اور یہ کہا کہ آرڈی نینس چونکہ شریعت کے مطابق بنایا گیا ہے، اور شریعت میں اس عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، اس لئے اس نکاح کے رے میں عائلی قانون کا اطلاق نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قانون دوسرے تمام قوانین پر بالا ہے۔

اب اس دفعہ کو ختم کرنے کے بعد، اور بالخصوص آرڈی نینس میں نکاح کی جو تعریف تھی، اسے بھی بل کے لئے ختم کر دینے کے بعد ایک مرتبہ پھر خواتین کے لئے یہ دشواری پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔

علماء کثیری میں ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا، اور بالآخر اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ بھی جائے گی:

"In the interpretation and application of this Ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and

Sunnah shall have effect not withstanding any thins
 contained in any other law for the time being in force".

یعنی: ”اس آرڈی نیس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام کو قرآن
 کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں، بہر صورت موثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی
 قانون میں کچھ بھی درج ہو۔“

لیکن اب جو بل قومی اسمبلی میں منظور کرایا گیا ہے، اس میں سے یہ دفعہ بھی غائب ہے، اور
 اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۳) قذف آرڈی نیس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان کا طریقہ درج ہے، یعنی اگر
 کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کارروائی میں
 قسمیں کھانی ہوں گی۔ اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈی نیس میں
 کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کر دے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ
 لعان پر آمادہ نہ ہو، زیر نظر بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت
 بے بسی سے لٹکی رہے گی، نہ اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی، اور نہ نکاح فسخ کر سکے گی۔

نیز قذف آرڈی نیس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو
 اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ زیر نظر بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا
 کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں، جب کہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوگی ہے،
 اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔ لہذا بل کا یہ حصہ بھی قرآن و سنت کے احکام کے خلاف ہے۔

(۴) زنا آرڈی نیس کی دفعہ ۲۰ میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر عدالت کو شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ ملزم
 نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا ہے جو حدود آرڈی نیس کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت جرم ہے، تو اگر وہ جرم
 عدالت کے دائرہ اختیار میں ہو تو وہ ملزم کو اس جرم کی سزا دے سکتی ہے۔ یہ دفعہ عدالتی کارروائیوں میں پیچیدگی ختم
 کرنے کے لئے تھی، لیکن زیر نظر بل میں عدالت کے اس اختیار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

زیر نظر بل میں صورت حال یہ ہے کہ زنا سے ملنے جلتے تمام تعزیری جرائم کو حدود آرڈی نیس سے نکال کر
 تعزیرات پاکستان میں منتقل کر دیا گیا ہے اور حدود آرڈی نیس میں صرف زنا با رضاموجب حد کا جرم باقی رہ گیا ہے۔
 لہذا اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی مرد پر زنا موجب حد کا الزام ہو، لیکن شہادتوں کے نتیجے میں یہ بات ثابت
 ہو جائے کہ مرد نے عورت پر زبردستی کی تھی، یا زنا ثابت نہ ہو، لیکن عورت کو اغوا کرنا ثابت ہو جائے، تو عدالت ملزم کو
 نہ ریب کی سزا دے گی، نہ اغوا کرنے کی، اور عدالت یہ جاننے کو بوجھے اسے چھوڑ دے گی کہ اس نے عورت کو اغوا کیا

علاء اور اس پر زبردستی کی تھی، اس کے بعد یا تو ملزم چھوٹ جائے گا یا اس کے لئے ازسرنو اعوا کی نالاش کرنی ہوگی، اور عدالتی کارروائی کا نیا چکر نئے سرے سے شروع ہوگا۔

قانون سازی بڑا نازک عمل ہے، اس کے لئے بڑے ٹھنڈے دل و دماغ اور یکسوئی اور غیر جانب داری سے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور جب پروپیگنڈے کی فضا میں صرف نعروں سے متاثر اور مرعوب ہو کر قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اسی قسم کی صورت حال کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، پھر عدالتیں نئے قانون کی تعبیر و تشریح کے لئے عرصہ دراز تک قانونی موٹا گانیوں میں الجھی رہتی ہیں۔ مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اور مظلوموں کی دادری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر جن کا مفصل ذکر پیچھے آگیا ہے، زیر نظر بل کی اہم خرابیاں یہ ہیں: (۱) زیر نظر بل میں ”زنا بالجبر“ کی حد کو جس طرح بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کے احکام کے بالکل خلاف ہے۔ خواتین کے ساتھ پولیس کی زیادتی کا اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا سد باب اس طرح کیا جاسکتا ہے، کہ زنا بالجبر کی مستفیضہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈی نینس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے۔

(۲) جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہے، لہذا زیر نظر بل میں زنا آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ شق (۵) کو حذف کر کے حکومت کو سزا میں تخفیف وغیرہ کا جو اختیار دیا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔

(۳) ”زنا بالرضا موجب حد“ اور ”نفاشی“ کو ناقابل دست اندازی پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیئے گئے ہیں، وہ ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بنادینے کے مترادف ہیں۔

(۴) عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں، مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے، یا اس کے نتیجے میں مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوں گے اور عدالتی پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی۔

(۵) ”قذف“ آرڈی نینس میں ترمیم کر کے مرد کو یہ چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے، قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

(۶) ”قذف آرڈی نینس“ میں یہ ترمیم بھی قرآن و سنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جاسکے گی۔

ارکان پارلیمنٹ اور ارباب اقتدار سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے بل کی اصلاح کریں، اور قوم کو اس مخمض سے نجات دلائیں جس میں وہ مبتلا ہوگئی ہے۔ ☆.....☆